مرثیے کے آخری چند بند

حمیریٔ ہند مولانا سید محمد اصطفاء خورشید آجتہادی

(۱)

یہ سن کے مادر قاسمؑ پکاری پیٹ کے سر
ارے میں لٹ گئی مارا گیا مرا دلبر
ابھی ابھی تو یہاں فتح کی سنی تھی خبر
یہ کیا ستم ہوا قسمت اجڑ گئی کیونکر
نہ تڑپے کیوں جو کلیجے میں پھانس گڑ جائے
کسی کا بن کے مقدر نہ یوں بگڑ جائے

(۲)

یہاں تو خیمے کے اندر تھا ایک حشر بپا
جو لائے لاشۂ قاسمؑ کو در پہ شاہ ہُدا
حرم سے رو رو کے فضّہ نے اس طرح سے کہا
دولہن کو بیاہنے آیا ہے صاحبو دولہا
جہاں جہاں پہ ہیں مہمان باخبر ہو جائیں
جو چھپنے والے ہیں جلدی ادھر ادھر ہو جائیں

(۳)

اٹھا کے خیمے کا پردہ امام کون ومکاں
حرم میں لاشۂ قاسمؑ کو لائے گریہ کناں
لٹا کے صحن میں میت کیا یہ رو کے بیاں
کہاں ہیں زینبؑ ناشاد جلد آئیں یہاں
کبھی فلک نے یہ آفت کا دن دکھایا تھا
وہ آئے ہیں جنھیں دولہا ابھی بنایا تھا

(۴)

یہ کہہ کے ہٹ گئے واں سے امامِ عرش مقام
بپا ہوا حرمِ شاہ میں عجب کہرام
بلائیں لے کے پکاری یہ ماں مرے گلفام
یہ کیسی نیند ہے واری کرو تو منہ سے کلام
تمہارے جسم میں موجود جان ہے کہ نہیں
کچھ اپنی پیاری دولہن کا بھی دھیان ہے کہ نہیں

(۵)

چلے تھے خیمے سے میداں کو جب برائے وغا
تو بار بار دولہن ہی پہ تھی نظر بیٹا
اگرچہ شرم کے مارے نہ کچھ زباں سے کہا
پہ میٹھی میٹھی نگاہوں کا تھا یہی ایما
ابھی ہم آتے ہیں فرصت ذرا جو پاتے ہیں
ہزاروں حسرتیں اک دل میں لے کے جاتے ہیں

(۶)

تمہارا حق بہ طرف ہے جو کچھ نہ ہوا رماں
یہ سن یہ دن یہ روا رو یہ بیاہ کے ساماں
سنی ہے ایسی بھی شادی کہیں میانِ جہاں
کہ دو گھڑی بھی نہ دولہا دولہن رہے شاداں
سرور و عیش کی ساعت نہ ایک پل آئی
ابھی نکاح ہوا اور ابھی اجل آئی

(۷)

وہ گورے چہرے پہ سہرا وہ نور کی رنگت
ہنسی لبوں پہ وہ ہر دم وہ شان وہ شوکت
وہ پیاری پیاری ادائیں وہ بھولی سی صورت
ارے میں لٹ گئی لوگو اُجڑ گئی قسمت
پہنچ گئی ہوں گھڑی بھر میں ایسے حال کو میں
کہاں سے ڈھونڈھ کے لے آؤں اپنے لال کو میں

(۸)

یہ بین سن کے بپا تھا اِدھر تو اک محشر
ہوئی قیامتِ کبریٰ جو ایک دم میں اُدھر
کیا یہ مشورہ سب نے وہاں بہم دیگر
کہ اب دولہن کو بھی لے آئیں حجرے سے جا کر
تڑپ رہا ہے دلِ زار آ کے دیکھ تو لے
وہ اس کا آخری دیدار آ کے دیکھ تو لے

(۹)

اُڑھا کے بیوہ کے سر پر سفید اک چادر
اُٹھا کے گود میں لے آئی ماں بدیدۂ تر
جھکی جو لاش پہ بیتاب ہو کے وہ مضطر
لہو سے ہو گئے اس کے تمام کپڑے تر
جب اس طریق سے دولہا دولہن سے ملنے لگا
ہر ایک دیکھنے والے کا قلب ہلنے لگا

(۱۰)

حرم سے مادر نو شاہ نے یہ رو کے کہا
کہ تم نے صاحبو یہ ماجرا بھی کچھ دیکھا
بنی کو چاہتا تھا اس قدر مرا بچا
سفید کپڑے نہ اس کے بدن میں دیکھ سکا
عبث لہو نہیں اپنا بہایا دولہا نے
دولہن کو جامۂ رنگیں پہنایا دولہا نے

(۱۱)

(دولہن نے پیٹ سر و سینہ) اس طرح سے کہا
کنیز آئی ہے صاحب نظر اٹھاؤ ذرا
کیا تھا میں نے نہ تم سے کوئی کلام اصلا
قصوروار ہوں بیشک بجل ہو اب وہ خطا
یہ کچھ نہیں ہے کہ میں زار زار رونے لگوں
کہو تو لاش پہ اٹھ کر نثار ہونے لگوں

(۱۲)

مجھے تمہاری حمایت میں دے چکے سرورؑ
سدھارے تم، تو رہوں کس کی آہ میں ہو کر
پڑی رہوں گی فقیروں کی طرح آٹھ پہر
دیا کروں گی میں جھاڑو تمہاری تربت پر
بس اب تو اپنی جوانی مٹا کے بیٹھوں گی
اسی مقام پہ دھونی رما کے بیٹھوں گی

(۱۳)

(جگر لرزتے) ہیں خورشیدؔ روک اپنا قلم
دولہن کے بین سے برپا ہے بزم میں ماتم
خلوص دل سے یہ کہہ پیش خالق عالم
برائے قاسمؑ نوشہ قتیل خنجر غم
ریاض فکر کے ایک اک شجر کو پانی دے
مرے قلم کو وہی اگلی سی روانی دے

تمام شد مرثیہ ہذا بتاریخ ۲۲ ربیع الثانی روز چہار شنبہ
۱۳۱۷ھ مطابق ۲۰ راگست ۱۸۹۹ء بخط خام احقر الانام خادم
کاتبان سید محمد مہدی عفی عنہ امیدوار دعاء

❁❁❁